# امام العالمین سید الساجدین

# حضرت امام زین العابدین علیہ السلام

سید محبوب الرحمن نیازی، جے پور

آپ کی ولادت شریف باختلاف روایات ۳۳ھ ۳۵ھ یا ۳۸ھ میں ۱۵ر جمادی الاوّل بروز جمعہ یا پنج شنبہ مدینہ منورہ میں ہوئی اسلامی تقویم کے حساب سے ۱۵ جمادی الاوّل روز جمعہ ۳۵ھ کو انگریزی تاریخ ۲۰ر نومبر ۶۵۵ء تھی۔

نام علی اور کنیت ابو محمدؒ اور لقب زین العابدین ہے۔ جس کی وجہ تسمیہ شواہد النبوۃ میں یہ لکھی ہے کہ آپ نماز تہجد میں مشغول تھے۔ شیطان اژد ہے کہ صورت میں ظاہر ہوکر آپ کے پاس آیا آپ کے پاؤں کی انگلی پکڑی مگر اس پر آپ نے کچھ خیال نہیں کیا پھر اس نے کاٹا اور تکلیف ہوئی تاہم آپ نے نماز کو جاری رکھا پھر اللہ تعالیٰ نے آپ پر ظاہر کردیا کہ یہ شیطان ہے اس وقت آپ نے اس کو ایک تھپڑ مارا اور فرمایا کہ اے ملعون ہمارے پاس سے دور ہو۔ اس وقت غیب سے آواز آئی ''انت زین العابدین'' اس دن سے آپ کا لقب زین العابدین ہوگیا۔ آپ کی والدہ کا نام شہر بانو تھا۔

## عبادت وطاعات اور اخلاق وعادات

جس وقت آپ نماز کے لئے وضو کرتے تھے تو روئے مبارک کا رنگ پیلا پڑ جاتا تھا اور آپ کے جسم پر لرزہ طاری ہوجاتا تھا۔ لوگ اس کا سبب دریافت کرتے تو فرماتے کہ احکم الحاکمین شہنشاہ علی الاطلاق کے دربار کی حاضری کا وقت ہے مجھ پر کیوں نہ ہیبت طاری ہو۔ ایک مرتبہ آپ نماز پڑھ رہے تھے اور مسجد میں تھے، گھر میں آگ لگ گئی ۔ ہر چند لوگوں نے شور مچایا کہ یا ابن رسولؐ اللہ گھر میں آگ لگ گئی مگر آپ نے سجدے سے سرنہیں اٹھایا وہ آگ بجھا دی گئی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو دریافت کیا گیا کہ آپ نے آگ کا کیوں خیال نہ کیا۔ فرمایا کہ مجھ پر آتش دوزخ کا خیال غالب تھا

اور آتش دنیا کی اس کے سامنے کچھ حقیقت نہیں ہے۔

آپ نے گھر میں ایک تنہا جگہ مقرر فرمائی تھی وہاں عبادت کرتے تھے جب گھر والے سب سوجاتے آدھی رات گذر جاتی تو آپ دعا اور مناجات میں مصروف ہوتے اور کہتے'' یا الٰہی قیامت کی سختی اور ہیبت مجھے تکیہ پر سر رکھنے نہیں دیتی'' پھر سجدہ میں گر جاتے اور اس قدر گریہ وزاری کرتے کہ گھر والے آپ کے گرد جمع ہوجاتے اور رونے لگتے مگر آپ کو کچھ خبر نہ ہوتی اور آپ بدستور دعا میں مصروف رہتے اور کہتے'' الٰہی میری بس یہی آرزو ہے کہ جب میں تیری خدمت میں آؤں اس وقت تجھ کو اپنے سے خوش پاؤں'' آپ فرماتے تھے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس کی ہیبت اور خوف سے کرتے ہیں وہ حقیقی بندے ہیں مگر جو لوگ آرزوئے حصول جنت کی وجہ سے عبادت کرتے ہیں وہ تاجر ہیں۔ وہ اپنے مصاحبوں سے فرماتے تھے کہ تم ہمارے ساتھ محبت میں للّٰہیت کا لحاظ رکھو۔ میں تم کو عذاب الٰہی سے اس وقت تک نہیں بچا سکتا جب تک تم اعمال صالح کے پابند نہ ہو ہماری ولایت میں سے تم بغیر عبادت وتقویٰ کے حصہ نہیں پاسکتے۔

اصمعیؒ روایت کرتے کہ ایک دن میں چاندنی رات میں خانۂ کعبہ کا طواف کر رہا تھا ناگاہ میں نے ایک درد ناک آواز سنی میں ادھر گیا دیکھا کہ ایک خوبصورت اور خوب سیرت جوان جس کی پیشانی سے نور پھوٹ رہا تھا چہرے پر دونوں طرف گیسو پڑے ہوئے تھے جن سے خوشبو آرہی تھی نہایت بے قراری اور عاجزی کے ساتھ غلاف خانۂ کعبہ پکڑے ہوئے کہہ رہا تھے'' اے آقا! اے میرے مولا! لوگوں کی آنکھوں میں نیند آگئی اور تو اے مالک! ہمیشہ زندہ اور قائم و بیدار ہے۔ بادشاہوں نے اپنے دروازوں پر دربان مقرر کئے ہیں اور تیرا دروازہ محتاجوں اور فقیروں کے لئے بھی ہر وقت کھلا ہوا ہے۔ یہ گناہگار فقیر محتاج مسکین وتباہ کار ہے تیرے دروازے پر کھڑا ہے اور تیری نظر رحمت کا امیدوار ہے۔ اے رحیم! اے کریم! اے ارحم الراحمین! گوشۂ چشم عنایت سے اس کی طرف دیکھ لے۔ اے بے قراروں اور مضطروں کی دعا قبول کرنے والے! اور اے رات کو فریاد کرنے والوں کی فریاد سننے والے! اے بیماریوں اور فتنوں کو دور کرنے والے! اے مصیبت کے وقت تسکین دینے والے! اگر تو صرف نیک آدمیوں کو بخشیگا تو پھر گناہگاروں کو بخشنے والا کون ہے؟'' اے میرے پروردگار! اے میرے مولا! میرے آنسوؤں پر اپنی رحمت نازل فرما۔ میرے گناہوں کو بخش دے کیونکہ تو غفور الرحیم ہے اور اپنے فضل وکرم سے میرے ساتھ درگذر فرما کہ تو اکرم الاکرمین ہے۔ الٰہی میں نے تیری

اطاعت اور عبادت بوجہ علم ومعرفت کے کی ہے تو تو ہی مستحق شکر ہے تیرا ہی احسان مجھ پر ہے اگر میں نے تیری نافرمانی کی ہے تو میری حجت مجھ پر پوری ہوچکی ہے مگر تو رحم فرما اور میری نافرمانیوں کو معاف فرمادے اور مجھے اپنے جد نامدار تیرے حبیب خاص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار سے محروم نہ رکھ۔ الٰہی جینے کا مزا تیرے ذکر کے ساتھ ہے اور مرنے کا مزا تیرے عفو کے ساتھ۔ دن وہ ہیں جو تیری طاعت میں کٹیں اور راتیں وہ ہیں جو تیری عبادت میں بسر ہوں۔ آدمی وہ ہے جس کے دل میں تیری محبت ہو۔ جنت کی آرزو صرف اس وجہ سے ہے کہ اس میں تیرا دیدار ہوگا۔ لوگوں کے گناہ اور ان کی نافرمانیاں تجھے کچھ نقصان نہیں پہونچا سکتیں اور ان کے اعمال صالح ونیکیاں تجھ کو کوئی نفع نہیں پہونچا سکتیں۔ الٰہی زاد راہ تھوڑا ہے اور مسافت طولانی بڑی اور دور دراز ہے۔ میں نہیں جانتا یہ کس طرح طے ہوگی زاد راہ کی کمی کا غم کروں یا درازیٔ راہ کا۔ سخت حیران و عاجز ہوں۔ مجھے دنیا میں کوئی ایسا نظر نہیں آتا جس نے مجھ سے زیادہ گناہ کئے ہوں اور میری طرح برے اعمال کئے ہوں اگر تو مجھے آتش دوزخ سے جلائے تو پھر تیری رحمت کیا ہوئی ؟ میں ایک غریب عاجز ہوں اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں اور اپنے درد دل کا حال تجھ سے کہتا ہوں الٰہی تو ہی مجھے تسکین دے۔''

اس طرح فریاد زاری اور مناجات کرتے ہوئے وہ صاحب بے ہوش ہوگئے اور گر پڑے۔ میں دوڑ کر قریب گیا اور ان کا سر اٹھا کر اپنی گود میں رکھا۔ زلفیں اٹھا کر دیکھا تو وہ حضرت زین العابدینؑ ۔ یہ دیکھ کر میں رونے لگا اور میرے آنسو آپ کے چہرہ انور پر گرے تو آپ کو ہوش آیا فرمایا تم کون ہو جو میرے اور میرے مولا کے راز ونیاز میں حائل ہوتے ہو۔ میں نے عرض کیا میں اصمعی ہوں یا سیدی ومولائی آپ اس قدر گریہ وزاری آہ ونالہ کیوں کرتے ہیں آپ تو اہلبیت رسولؐ ہیں آیت تطہیر آپ لوگوں کی شان میں نازل ہوئی۔ یہ سن کر اٹھ بیٹھے اور فرمایا اے اصمعی ! جان لے کہ اللہ پاک نے جنت کو فرما برداروں اور عابدوں کے لئے بنایا ہے خواہ اس میں کوئی غلام حبشی ہی کیوں نہ ہو اور دوزخ کو نافرمانوں اور گناہگاروں کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ خواہ کوئی آزاد قریشی ہی کیوں نہ ہو جس وقت صور پھونکا جائے گا سب نسبتیں منقطع ہوجائیں گی اور کوئی کسی کو نہ پوچھے گا۔ ہاں جس کے اعمال صالح میزان الٰہی میں بھاری اتریں گے وہی نجات پائے گا ۔ یہ فرما کر آپ مناجات میں مشغول ہوگئے اصمعی کہتے ہیں میں زیادہ دیر رکنے کی ہمت نہ کرسکا اور آپ کو اسی حال میں چھوڑ کر چل دیا۔

امام زہری کہتے ہیں کہ میں نے قریش میں سے کسی کو حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے

بہتر نہ پایا۔ فصل الخطاب میں لکھا ہے کہ آپ اپنے جد امجد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت حدیث کرتے تھے۔ آپ کی جلالت قدر و رفعت پر اجماع ہے۔ آپ سے ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن یحییٰ انصاری ابوزیاد۔ زید بن اسلم۔ ابوجعفر امام محمدؑ باقرؑ نے اور بہت سے لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔ آپ سفر میں تشریف لے جاتے تو اپنے نسب شریف کو چھپاتے لوگوں نے اس کی وجہ دریافت کی تو فرمایا ۔ میں نہیں چاہتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی نسبت ظاہر کر کے کچھ ایسا ماحصل کروں جس کو میں خود لوگوں کو دیتا ہوں ۔

آپ کسی کو کچھ عطا فرماتے تو سب سے چھپا کر دیتے اور باوجود ضرورت کے اپنے لئے کچھ نہ رکھتے۔ جو کچھ آتا سب راہ خدا میں صرف فرمادیتے۔ جس دن آپ نے وفات پائی اس دن معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ کے سو گھروں کا وظیفہ آپ کی ذات سے مقرر تھا جو آپ خود پوشیدہ طور پر پہونچا دیتے تھے۔ ۔ضعیف اور کمزور لوگوں کے لئے آپ کنوئیں سے پانی نکالتے اور مشک کندھے پر رکھ کر خود پہونچا دیتے۔ آپ کی کمر پر مشک اٹھانے سے نشان پڑ گیا تھا۔ کثرت عبادت و ریاضت کی وجہ سے آپ بہت نحیف و کمزور ہوگئے تھے ۔ ایک دن صاحبزادے امام محمد باقر علیہ السلام نے آپ سے عرض کیا کہ آخر اتنی سخت عبادت کی کوئی حد بھی ہے؟ تو آپ نے فرمایا کیا میری طرف سے احکم الحاکمین کے دربار میں تم جوابدہی کروگے۔ اللہ کے لئے جس قدر رنج و محبت مشقت و اذیت میں برداشت کرتا ہوں وہ مجھے دنیا ومافیہا سے زیادہ عزیز ہے۔ ایک شخص نے آپ پر الزام لگایا۔ آپ نے فرمایا اگر میں ایسا ہی ہوں جیسا کہ تم مجھے کہتے ہو تو میں جناب باری میں توبہ واستغفار کرتا ہوں اور اگر میں اس تہمت سے پاک ہوں تو اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ تمہاری خطا معاف فرمائے۔ یہ سن کر وہ شخص اٹھا اور آپ کے قدموں کو بوسہ دیکر کہنے لگا آپ بیشک اس الزام سے پاک ہیں جو میں نے آپ پر لگایا یہ میری بڑی گستاخی ہے برای خدا مجھے معاف فرمایئے۔ آپ نے فرمایا میں نے معاف کیا اور اللہ معاف فرمائے۔ اس شخص نے یہ آیت پڑھی'' اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسٰلَتَهٗ'' (یعنی اللہ خوب جانتا ہے کہ نبوت کی اہلیت اور اس کا استحقاق کس کو ہے) بیشک آپ کا خاندان رسالت ونبوت ولایت وامامت کا خاندان ہے۔

حضرت امام زین العابدین اپنے والد کے ساتھ میدان کربلا میں موجود تھے۔ اس وقت آپ کی عمر تیرہ سال تھی۔ سخت بیمار تھے جب سب اصحاب وانصار حسین شہید کردئے گئے تو شمر ذی الجوشن

اپنے سپاہیوں کے ہمراہ درانہ خیمہ میں گھس آیا اور اس نے حضرت زین العابدین کو دیکھ کر کہا کہ اس کو بھی قتل کردو۔ ایک آدمی نے کہا کہ ہم ایسے نو جوان مریض کو قتل کردیں جو لڑائی میں نہ تھا۔ عمر بن سعد نے کہا اس مریض سے کچھ نہ بولو۔ ابن سعد بدنہاد نے منادی کرادی کہ جو شخص علی بن حسینؑ کو ہمارے پاس لائے گا وہ تین سو درہم انعام پائے گا۔ حضرت امام فرماتے ہیں ایک شخص روتا ہوا میرے پاس آیا اور میرے ہاتھ گردن میں باندھنے لگا۔ واللہ وہ مجھے ان لوگوں کے پاس بندھا ہوا لے گیا اور ان لوگوں کے حوالے کرکے تین سو درم حاصل کرلئے۔ مجھے ابن زیاد کے پاس لے جایا گیا۔ اس نے کہا تمہارا کیا نام ہے؟ میں نے کہا علی بن حسینؑ! کیا اللہ نے علی کو قتل نہیں کردیا؟ میں نے کہا میرے ایک بھائی تھے جن کا نام بھی علی تھا انہیں لوگوں نے قتل کردیا۔ اس نے کہا نہیں اللہ نے انہیں قتل کیا۔ میں نے کہا " اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا "(اللہ جانوں کو ان کی موت کے وقت نکال لیتا ہے) اس نے میرے قتل کا حکم دیا۔ حضرت زینب بنت علیؑ نے چلا کر کہا " اے زابن زیاد! تجھے ہم لوگوں کا خون (جو تو کرچکا ہے) کافی ہے! میں اللہ کے واسطے تجھ سے درخواست کرتی ہوں پہلے مجھے قتل کروادے پھر اس کو قتل کرانا " اس نے اپنا حکم واپس لے لیا۔

جب آپ کو کوفہ یزید کے دربار میں لے جایا جارہا تھا تو کسی شخص نے آپ سے دریافت کیا **كيف اصبحتم اهلبيت الرحمة** آپ نے جواب دیا "**اصبحنا من قومنا بمنزلة قوم موسیٰؑ من آل فرعون يذبّحون ابنائنا ويستحيون نسائنا فلا نذری بامن سائنا وهذا حقيقة بلا۔**"

ترجمہ: کیسی صبح کی تم نے اے اہل بیت نبوت ؟ ہماری صبح ہماری قوم کے ہاتھ سے ایسی ہے جیسی موسیٰؑ کی صبح قوم فرعون کے ہاتھ سے تھی۔ ہمارے بچوں کو مار ڈالا ہماری عورتوں کو لونڈی بنایا گیا نہ ہم کو صبح کی خبر ہوتی ہے نہ شام کی۔ یہ ہماری مصیبت کی حقیقت ہے۔

ایک مرتبہ ہشام بن عبد الملک طواف خانہ کعبہ کے لئے آیا ہوا تھا ہجوم خلائق کی وجہ سے اسے سنگ اسود تک جانے کی جگہ نہ ملی۔ اتنے میں جناب امام زین العابدینؑ تشریف لائے۔ لوگ آپ کو دیکھ کر ادھر۔ رادھر ہوگئے اور آپ نے باطمینان سنگ اسود کو بوسہ دیا۔ ہشام کے کسی مصاحب نے پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟" تو ہشام نے اس لئے کہ کہیں اہل شام انکی طرف راغب نہ ہوجائیں۔ یہ جواب دیا کہ میں ان کو نہیں جانتا۔ وہاں فرزدق شاعر موجود تھا اس نے یہ بات سنی تو کہا میں ان کو

جانتا ہوں پھر ایک قصیدہ آپ کی مدح میں پڑھا جس کا ترجمہ حضرت احمد جامی رحمۃ اللہ علیہ نے نظم کیا ہے۔ اس قصیدے کے چند شعر بطور نمونہ تحریر کر رہا ہوں قصیدہ میں ستر اشعار ہیں۔

## قصیدہ فرزدق کا فارسی ترجمہ پیش خدمت ہے

پور عبدالملک بنام ہشام — در حرم بود با اہالی شام
میزدند از طواف کعبہ قدم — لیک از ازدہام اہل حرم
استلام حجر ندادش دست — بہر نظارہ گوشۂ بنشست
ناگہان زبدہ ولی و نبیؐ — زینِ عُبّاد بن حسینؑ علیؑ
ہر طرف میگذشت بہر طواف — در صف خلق می فتاد شکاف
زد قدم بہر استلام حجر — گشت خالی ز خلق راہ گذر
شامیؔ کرد از ہشام سؤال — کیست با ایں چنین جمال و جلال
گفت نشناسمش ندانم کیست؟ — مدنی یا یمانی یا مکی است
بوفراس آن سخنور نادر — بود در جمع شامیان حاضر
گفت من می شناسمش نیکو — زچہ پرسی بسوئے من کن رو
آنکس است ایں کہ مکہ و بطحا — زمزم و بوقُبیس و جنت مأوا
ہر یک آمد بقدر او عارف — بر علوّ مقام او واقف
قرۃ العین سیدالشہدا است — زہرۂ شاخ و دمۂ زہرا ست
میوۂ باغ احمد مختار — لالۂ باغ حیدرؓ کرار
کہ بریں سرور ستودہ شیم — بے نہایت رسید فضل و کریم
جد او را بمسند تمکین — خاتم الانبیا نقش نگین
در عرب در عجم بود مشہور — گو ندانش معاند و مغرور
حب ایشان دلیل صدق و وفاق — بغض ایشان دلیل کفر و نفاق
چون بدان شاہ حق شناس رسید — قصۂ مدح بوفراس شنید
از درم بہر آن نکو کردار — کرد حالی روان دہ و دوہزار

بوفراس آن درم نکرد قبول گفت مقصود من خدا و رسول
قال زین العباد والعُبّاد ما بود بہ عوض لاترتاد
زان کہ ما اہل بیت احسانیم ہرچہ دادیم .باز نستانیم
آفتابیم بر سپہر علا نفتد عکس پا دگر سوئے ما
چو فرزدق بہ آن وفا و کرم گشت بینا قبول کرد درم
ایں نہ رفض است محض ایمان است رسم معروف اہل عرفان است
رفض گرہست حب آل نبی رفض فرض است بر ذکی و غبی

ابی جعفر سے روایت ہے ہ حضرت امام زین العابدینؓ نے دو مرتبہ اپنا مال اللہ کے اور اپنے درمیان تقسیم کردیا (یعنی آدھا مال اللہ کی راہ میں خیرات کردیا آدھا اہل وعیال کے لئے رکھا) اور فرمایا کہ اللہ گناہ گار مومن کو پسند کرتا ہے جو توبہ کرنے والا ہو۔

ایک شخص جس کا نام مستقیم تھا ان سے مروی ہے کہ ہم حضرت علی بن حسینؓ کے پاس رہتے تھے ان کے پاس سائل آتا تو کھڑے ہوجاتے اور اسے بہت دیتے اور کہتے کہ خیرات سائل کے ہاتھ میں پڑنے سے پہلے اللہ کے ہاتھ میں جاتی ہے۔ انھوں نے اپنے ہاتھوں سے اشارہ کیا۔

## چند ملفوظات

آپ فرماتے ہیں کہ بندہ غضب الٰہی کے قریب اس وقت ہوتا ہے کہ جب وہ کسی پر غیظ وغضب ظاہر کرتا ہے۔

صدقہ (خیرات) آتش الٰہی کو بجھا دیتا ہے۔

نا امیدی ہر گناہ سے بدتر گناہ ہے۔

جب عارف نافرمانی کرتا ہے تو اللہ فرماتا ہے کہ ہم غیر عارف کو اس پر مسلط کردیتے ہیں۔

سعید وہی ہے کہ اس کی رضا باطل پر محمول نہ ہو اور جب غصہ ہو تو حق سے باہر نہ جائے۔

## چند کرامات

زہری ناقل ہیں کہ عبدالملک بن مروان کے حکم سے آپ کی ٹانگوں میں بیڑیاں ڈال کر حراست میں

شام بھیجا جارہا تھا اور آپ کی نگہبانی کے لئے بہت سے آدمی مقرر کئے گئے تھے۔ میں بہت کوشش کرکے اس بارے میں کامیاب ہوا کہ آپکو سلام کرسکوں۔ جب آپ کی خدمت مبارک میں پہونچا تو دیکھا کہ آپ کے پائے مبارک میں بھاری بھاری زنجیریں ہیں اور گلے میں لوہے کا طوق پڑا ہوا ہے۔ یہ حال دیکھ کر میں رو پڑا اور عرض کیا کہ کاش آپ کی جگہ میں اس آفت میں مبتلا ہوتا اور آپ آزاد ہوتے آپ نے فرمایا کیا تم سمجھتے ہو کہ یہ تکلیف مجھ کو شاق ہے۔ اگر میں چاہوں تو اس کو ابھی دور کردوں یہ کہتے ہوئے آپ نے اشارہ کیا پاؤں کی بیڑیاں گردن کا طوق علیحدہ جاپڑے۔ پھر فرمایا میں اس میں خوش ہوں کیونکہ بندگی و بے چارگی کی شان اور خوف الٰہی کا مشاہدہ اس حال میں زیادہ اچھا ہوتا ہے یہ فرما کر طوق و رسن کو دوبارہ پہن لیا فرمایا کہ دو منزل سے زیادہ میں ان کے ساتھ نہیں جاؤں گا۔ زہری کہتے ہیں کہ چار روز کے بعد میں نے دیکھا جو لوگ جو آپ کو قید کرکے لے جارہے تھے۔ مدینہ واپس آئے ہیں اور آپ کو تلاش کررہے ہیں ان سے حال پوچھنے پر وہ بولے کہ عجیب آدمی ہیں ہم سب ان کے آگے پیچھے موجود تھے اور وہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے تھوڑی دیر میں دیکھتے کیا ہیں کہ ہتکڑیاں بیڑیاں پڑی ہیں اور وہ نہیں ہیں۔ زہری چند روز کے بعد عبد الملک کے پاس گئے اور یہ واقعہ اس سے بیان کیا وہ کہنے لگا کہ جناب امام جس وقت ان لوگوں کے پاس سے غائب ہوئے اس وقت میرے پاس دمشق میں آگئے اور فرمایا تو نے مجھے کیوں بلایا ہے مجھ پر ان کی ہیبت طاری ہوگئی میں نے عرض کیا آپ میرے پاس رہیں تو ہر طرح کی خدمت بجالاؤں گا اور مرضی نہ ہوتو آپ مختار ہیں۔ آپ نے فرمایا مجھے تمہارے پاس رہنے کی ضرورت نہیں ہے یہ فرما کر آپ چلے گئے پھر ان کو دمشق میں کسی نے نہیں دیکھا۔

زہری کہتے ہیں میں نے عبد الملک سے کہا کہ جناب امام کے دل میں طمع بادشاہت نہیں ہے وہ ہمیشہ مشغول عبادت رہتے ہیں۔ عبد الملک بولا مشغلہ مبارک ہے اور ان کا حال اور بھی مبارک۔ چند روز کے بعد عبد الملک نے حجاج کو لکھا بنی مطلب کی ایذا دہی سے پرہیز کرو کیونکہ آل ابوسفیان نے ایسا کیا تھا تو چند روز میں ان کی سلطنت جاتی رہی۔ اس خط کو بہت خفیہ طریقہ سے احتیاط سے بھیجا گیا تھا۔ جناب امام کو یہ سب حال کشف سے بتادیا گیا آپ نے اسکے پاس ایک قاصد بھیجا کہلایا تم نے فلاں تاریخ فلاں دن جو خط حجاج کو بھیجا اس کا مضمون خدا کی مرضی کے مطابق تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اللہ نے تیرے ایام سلطنت میں کچھ اضافہ

فرمایا دیا ہے۔ عبد الملک اس فرمان کو پا کر بہت خوش ہوا اور آپ کے قاصد کے اونٹ پر اس قدر درہم لدوائے جتنے وہ لے جاسکتا تھا۔

ایک مرتبہ چند چڑیاں آپ کے پاس چہچہا رہی تھیں۔ آپ نے حاضرین سے فرمایا تم سمجھتے ہو یہ کیا کہہ رہی ہیں؟ لوگوں نے انکار کیا تو آپ نے فرمایا یہ تسبیح کر رہی ہیں اور اللہ سے اپنا رزق مانگ رہی ہیں۔

ایک رات ایک شخص جنت البقیع میں دعا کر رہا تھا کہ الٰہی تو مجھے علم عطا فرما کہ زاہد دنیا اور راغب آخرت کون ہے؟ تو غیب سے آواز آئی کہ وہ علیؑ ابن حسینؑ ہیں۔

ایک دن آپ ایک اونٹنی پر سوار تھے اور وہ آہستہ چل رہی تھی۔ آپ نے اس سے فرمایا تیز چل ورنہ میں تجھے لکڑی سے ماروں گا۔ اس وقت وہ تیز چلنے لگی۔ ایک مرتبہ جنگل میں امام کھڑے تھے ایک ہرنی آئی آپ کے پاس آکر (اپنے اگلے پیر زمین پر مارنے لگی آپ نے فرمایا یہ کہتی ہے فلاں آدمی میرا بچہ پکڑ کر لے گیا ہے آپ اس کو بلا دیجئے میں دودھ پلا دوں لوگوں نے اس شخص کو بلایا جب وہ آیا جناب امام نے فرمایا تو اس کا بچہ پکڑ لایا ہے۔ یہ چاہتی ہے کہ اس کو دودھ پلادے۔ اس نے وہ بچہ اس وقت منگایا اور جناب امام کو نذر کردیا ہرنی نے پہلے اسے دودھ پلایا پھر اپنے بچے کو لیکر چلی گئی۔ اس وقت وہ کچھ اپنی زبان میں بولی لوگوں نے دریافت کیا یہ کیا کہتی ہے۔ امام نے کہا کہ تم لوگوں کے حق میں دعا کرتی ہے۔

ایک مرتبہ استلام حجر اسود ایک شخص کا ہاتھ سنگ اسود سے چپک گیا اور کسی طرح جدا نہیں ہوتا تھا آخر یہ طے کیا گیا کہ ہاتھ کاٹ دیا جائے اتنے میں جناب امام زین العابدین تشریف لے آئے آپ نے اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا وہ فوراً چھوٹ گیا۔

جب آپ یزید کے یہاں قید خانے میں تھے تو آپ نے ایک مناجات بحضور جد امجد رسول پروردگار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کر کے کہی جس کو میں یہاں لکھ رہا ہوں۔

## قصیدہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام

ان نلت یا ریح الصبا یوما الی ارض الحرم — بلغ سلامی روضة فیها النبی المحترم

من وجهه شمس الضحیٰ من خده بدر الدرجی — من ذاته نور الهدیٰ من کفه بحر الهمم

قرانه برهاننا نسخا لا دیان مضت — اذ جاتنا احکامه کل الصحف صار العدم

اکبا دنا مجروحۃً من سیف ھجر المصطفیٰ طوبیٰ لا ھل بلدۃ فیھا النبی المتثم
یا لیتنی کنت کمن یتبع نبیا عالما یوما ولیلا دائما وارزق کذالی والکرم
لی حرۃ اسمع کذالم لم اصف المصطفیٰ فی کل حین قد مضی فی الحال ما یحصل بھم
لست براح مفرداً بل اقربائی کلھم فی القبر اچفع یا شفیع بالصفادوالنون والقلم
یا مصطفیٰ یا مجتبیٰ ارحم علی عصیاننا مجبورۃ اعمالنا یا چفیع بالصادوالنون والقلم
یا رحمۃ للعالمین انت شفیع المذنبین اکرم لنا یومہ الحزین فضلاً وجودا والکرم
یا رحمۃ للعالمین ادرک لذین العابدین محبوس ایدی الظالمین فی الموکب والمزوحم
اغفر الٰھی ما مضی واحسن الٰھی مابقیٰ بارک لنا یا سیدی فی الابتدا والانتھم

## وفات شریف

آپ نے جس شب میں رحلت فرمائی اس شب میں اپنے صاحبزادے امام محمد باقر علیہ السلام سے فرمایا کہ وضو کے لئے پانی لاؤ۔ وہ پانی لائے۔ رات اندھیری تھی مگر جناب امام نے فرمایا کہ بیٹا اس پانی میں کوئی جانور مر گیا ہے دوسرا لاؤ فوراً چراغ منگا کر دیکھا گیا تو اس میں ایک چوہا مرا ہوا تھا نماز سے فراغت حاصل کرنے کے بعد آپ نے وصیتیں فرمائیں اور تبرکات سپرد کئے اورا سرا رامامت منتقل فرمایا پھر وصال فرمایا۔ ۱۸ رمحرم الحرام ۹۴ھ مطابق ۲۵ راکتوبر ۷۱۲ء بروز شنبہ وصال ہوا عمر شریف ۵۷ برس کی تھی۔

نوٹ: تمام حالات طبقات بن سعد شواہد النبوۃ مصنفہ عبد الرحمٰن جامی۔ تاریخ طبری جلد پنجم۔ ابن خلدون جلد چہارم طبع ۱۳۲۰ھ تاریخ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ جلد ششم و ہفتم سے لئے گئے ہیں۔